eISSN:2073-3674
pISSN:1991-7813

اردو لسانیات کے اولین نقوش، تحقیق و تنقید

The Primary Works of Urdu Linguistics, A Research based critical analysis.

ساجد جاوید
اسسٹنٹ پروفیسر اردو، یونیورسٹی آف سرگودھا

Sajid Javed
Assistant Professor Urdu, University of Sargodha

ABSTRACT

The Tradition of Urdu Historical and Descriptive Linguistics has not a wide historical traces. As the educational discipline, the situation of the scientific study of this language is not satisfactory in Pakistan. The primary sources of this discipline can be searched in the 17th century of sub-continent. The scattered work was not a serious effort in this way. John Gilchrist Came to Bombay in 1782, and devise a plan to establish the Urdu linguistics works in a scientific manner. He wrote more than 20 titles for Urdu Linguistics and set a serious ground in the field of 2nd Language Acquisition, Language Pedagogy, Historical Linguistics, Grammar and Dictionary writing and dialogues of Urdu and English languages for Colonial purposes. This article shows a critical and research analysis of Urdu Linguistics Traces in early history.

کلیدی الفاظ۔ کیٹلر، خان آرزو، ولیم جونز، تقابلی لسانیات، جان گلکرسٹ، نوادرالالفاظ، اورینٹل لنگوئسٹ

اُردو لسانیات کا ابتدائی دور:

ہندوستان میں لسانیاتی شعور کی روایت کا اندازہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اُردو زبان سے متعلق لسانی کاوشیں انفرادی سطح پر سولہویں صدی سے ہی رو بہ عمل تھیں۔ اُردو کی پہلی باقاعدہ لغت غرائب اللغات اور پہلی باقاعدہ قواعد "گریمیٹکا ہندوستانیکا" از جون جوشوا کیٹلر ہندوستان میں اُردو قواعد و لغت نویسی کے باب میں اولین نقش تھیں، جو ابتدائی لسانیاتی شعور کا ثبوت فراہم کرتی ہیں۔ کیٹلر کی قواعد آگرہ میں تحریر ہوئی(1)۔ یہ دونوں

کتب سترہویں صدی کے اواخر میں تحریر ہوئیں۔ ملا عبدالواسع ہانسوی کی غرائب اللغات ہندوستانی زبان کی، جو اس عہد میں دہلوی یا ہندوی کہلاتی تھی، کی لغت تھی، جو انھوں نے اپنے مدرسے کے بچوں کے تدریسی مقصد کے تحت مرتب کی تھی(2)۔ دوسری طرف کیٹلر کی گریمر غیر ملکی تاجروں کو اُردو زبان سکھانے کے لیے معاون کتاب کے طور پر لکھی گئی تھی۔ ان دونوں کتابوں سے یہ لسانی نکتہ سامنے آتا ہے کہ اُردو لسانیات کے بانیوں نے اُردو زبان سیکھنے کے لیے یہ کتب مرتب کیں۔ لسانیات کی ایک شاخ اطلاقی لسانیات (Applied Linguistics) کے نام سے معروف ہے۔ اس شاخ میں غیر ملکیوں اور طالب علموں کی تدریس کے عمل بھی شامل کیا جاتا ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ 1700ء کے قریب اُردو لسانیات کی ایک شاخ، 2nd Language. Acquisition یعنی ثانوی زبان کی تحصیل کے لسانی عمل کے مباحث کا آغاز ہوتا ہے، جس کے طریقہ کار کا مطالعہ تو عصر حاضر میں نئے اصولوں پر مشتمل ہو سکتا ہے، لیکن اس دور پر کیا منہاج اختیار کی گئی تھی، اس پر تحقیق کی جائے تو لسانیات کے محقق کے لئے اہم زاویے سامنے آسکتے ہیں۔(3)

سترہویں صدی سے قبل فرانسیسی، انگریزی اور جرمن افراد نے اپنے طور پر ہندوستانی زبان، جو آگے چل کر اردو اور ہندی کے نام سے جانی گئی، کے قواعد و لغات پر کام شروع کر دیا تھا، لیکن اس سلسلے میں تاریخ میں محفوظ رہ جانے والی کتب کیٹلر (1698ء) اور سورت کے علاقوں میں مشنری تبلیغ کے لیے ہندوستان کا دورہ کرنے والے پادری بنجامن شلز کی گریمر تھی، جو محفوظ ہے اور اس پر اُردو کی اولین لسانی تحقیقات کا آغاز ہوتا ہے۔ بنجمن شلز کی گرامر کو ابواللیث صدیقی نے اُردو ترجمہ کر کے مرتب کیا ہے۔ اس کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ شلز نے اپنی قواعد کے دیباچے میں اُردو زبان کی تاریخ کے بارے میں مختلف بحثیں کتاب کا حصہ بنائی تھیں۔(4)

اردو املا ، ہجے اور رسم الخط کی ابتدائی بحثیں ۔(Urdu Orthography)

بنجمن شلز نے گریمر کے ابتدائی صفحات میں اُردو املا، ہجوں اور رسم الخط کی پیچیدگیوں کا ادراک کرتے ہوئے رومن رسم الخاور اس کے ساتھ، تلفظ واضح کرنے کی بھی کوشش کی ہے۔ یہ وہ لسانیاتی زاویہ ہے، جو جدید لسانیات کی شاخ Orthography سے تعلق رکھتا ہے، جو املا اور تحریر کے کئی پہلوؤں کی وضاحت کرتا ہے۔ اس دور میں ابھی یورپ میں لسانیات کے

بطور علم کی شروعات کا دور دورہ تھا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ شلز نے ہندوستانی گریمر مرتب کرتے ہوئے ان لسانیاتی رویوں کا ابتدائی خاکہ وضع کیا، جو آگے چل کر مستشرقین کے لیے ایک تربیت ثابت ہوا۔ فاضل مصنف نے اس بات میں بنگلہ زبان اور گورمکھی رسم الخط کا بھی ذکر موجود ہے، جس سے ان کے لسانی شعور کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے، اس کتاب میں لسانیات کی ایک شاخ جس کو تحصیل زبان یعنی Second Lang. Acquisition کہا جاتا ہے، اس کے بعض ابتدائی نمونے نظر آتے ہیں۔ اپنے ہم وطن تاجروں، مبلغوں کی ضروریات زندگی کے لیے معاون مخصوص الفاظ، کو ڈ ورڈز اور فقرات ساتھ دیے گئے ہیں۔ شلز نے اُردو زبان کی تاریخ اور نام پر بھی رائے زنی کی ہے۔ اُردو زبان کو ماضی میں غیر ملکی افراد نے Moors کا نام دیا تھا (جس کا مطلب تھا مسلمانوں کی زبان) شلز نے اس غلط فہمی کو بھی رفع کرتے ہوئے بیان کیا کہ اردو کے لئے مورس نام درست نہیں، اس کو پرتگالیوں نے غلطی سے MoRvico بھی کہا تھا، لیکن یہ زبان ہندوستانی کہلاتی ہے، جو اس کا حقیقی نام ہے۔ یہاں پر ایک غلط فہمی کا ازالہ ضروری ہے، اکثر کتب میں لکھا گیا ہے کہ امیر تیمور کے حملوں کے بعد اُردو زبان کے خدوخال بننا شروع ہو گئے تھے، یہ نظریہ جان گل کرسٹ کا ہے، راقم کی تحقیق کے مطابق یہ لفظ نظر بنجمن شلز کی ہندوستانی گریمر کے دیباچے کا حصہ ہے، جسے دیکھا جا سکتا ہے۔

تدریسی لسانیات اور معاون ذرائع

ڈاکٹر طارق رحمان معروف ماہر لسانیات ہیں۔ ان کی کتاب میں تدریسی لسانیات کی اصطلاح متعارف کرائی گئی ہے۔ اس شاخ میں کسی زبان کا تعلیم میں استعمال اور اکتسابی منصوبہ بندی کے لئے زبان کا استعمال دیکھا جاتا ہے۔ اس کی ابتدائی تفہیم زبان سیکھنے سکھانے کے عمل سے آغاز پاتی ہے۔ (5) اس شاخ کے مطالعے کا احوال دیکھا جائے تو لسانیات کے اول دور کی کاوشوں میں اس کی جھلک مل جاتی ہے۔ سترہویں صدی میں کیٹلر کے عہد کے متوازاً ملا عبدالواسع ہانسوی کی لغت لکھی گئی تھی، جو انھوں نے مدرسے کے بچوں کی تعلیم (Pedagogy) کے مقصد کے تحت مرتب کی تھی۔ اس لغت میں ہندوستانی (اُردو) زبان کے الفاظ کا متبادل فارسی لفظ لکھ کر زبان کو سہل بنایا گیا تھا۔ اس لغت کی تیاری نے مقامی ادیبوں کی ایک نئی لسانی روایت کی توجہ دلائی جس کے تحت زبان اور لغت کو صحت واستناد سے کتاب کا حصہ بنانے کی سعی کی گئی۔ اس سلسلے میں خان آرزو نے اس لغت میں عوامی بول چال کے الفاظ وتراکیب کو دہلی معیاری لب ولہجے کے مطابق بنانے کے لیے تبدیل کر دیا، حتیٰ کہ

اس لغت کا نام تک تبدیل کر کے نوادرالا لفاظ رکھ دیا، تا کہ مقامی و قصباتی لب و لہجے یا محاورے کو ختم کر کے معیاری شہری زبان بنایا جا سکے۔ یہاں پر سماجی لسانیات (Socio Linguistics) کا کوئی ماہر دیکھ کر تجزیہ کر سکتا ہے کہ دہلی کی پڑھی لکھی اشرافیہ عوامی طبقے کی بول چال کو معیاری نہ مانتے ہوئے اول تو اس کو کوئی مرتبہ دینے پر تیار ہی نہ تھی۔ اور یہ کہ اس کی اصلاح کر کے معیاری بنانے کی کاوش اس عہد کے پڑھے لکھے افراد کا ایک خاصا تھا۔ اس سماجی لسانی رویے کا دوسرا روپ یا مثال اردو غزل کے اولین معتبر شاعر، ولی دکنی کا دیوان بنتا ہے۔ اس دیوان کی دہلی آمد کے بعد مقامی شعراء نے فارسی شاعری کو ترک کر کے گو اُردو شاعری (ریختہ گوئی) اختیار کر لی تھی، لیکن اُسلوب کو معیاری بنائے رکھنے کے لیے ولی دکنی کے دکنی محاورے اور لب و لہجے کو وہ لوگ من و عن اپنانے اور مقامی بولی میں شامل کرنے پر رضامند نہ تھے۔ یہاں پر اردو کی ایک دکنی بولی اور دہلی کی ریختہ بولی کے مابین سماجی افتراکات کا مطالعہ اہم سماجی لسانیاتی مباحث کی بنیاد بنا جسکو اصلاح زبان اور کہیں کہیں اصلاح اسلوب کا نام دیا گیا ہے۔ (6)

اصلاح اُسلوب، ہندوستان میں سماجی لسانی رویہ:

خان آرزو کے کتاب کی اصلاح کے اس رویے سے مقامی شعراء کی ایک اور لسانی کاوش جڑی ہوئی ہے، جس کو موجودہ دور میں اُسلوبیات کی شاخ کے تحت مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ اُردو ادب کی تواریخ میں اٹھارہویں صدی میں ایک موضوع مؤرخ کے ذاتی مغالطے کی بنیاد پر راہ پا چکا ہے اور وہ ہے اصلاح زبان کا تصور۔ مؤرخین اور مدرسین زبان اُردو کا خیال ہے کہ دہلی اور آگے چل کر لکھنو میں شعراء نے اُردو زبان کی اصلاح کے مقصد کے تحت کچھ لسانی اقدامات کیے، جس سے زبان کی اصلاح ہو گئی، یعنی زبان تبدیل ہو گئی۔ اس سلسلے مین راقم کا خیال ہے کہ شعرا کی اپنے شاگردوں کو اردو شاعری کے اسلوب میں کچھ الفاظ کے ترک اور انکی جگہ غیر ملکی زبانوں کے الفاظ کا شعوری استعمال معاشرے کے عام فرد کا مزاج نہیں بنتا اس لئے اس کو اصلاح زبان نہیں کہا جا سکتا، اصلاح اسلوب البتہ کہا جائے تو اسکی اہمیت کم ہونے کی بجائے بڑھ جاتی ہے۔ اٹھارہویں صدی کے اواخر میں انگلینڈ کی ایسٹ انڈیا کمپنی کے پرچم تلے ماہرین السنہ کی آمد کا آغاز ہوا تو لسانیات کے میدان میں مزید پیش رفت ہوئی جس کا اجمالی جائزہ ذیل میں تحریر کیا جاتا ہے۔

سر ولیم جونز، جان گل کرسٹ اور اُردو میں تقابلی لسانیات کا آغاز:

اٹھارہویں صدی عیسوی کے برصغیر میں ہندوستان کی ورنیکلر زبانوں کی اہمیت بڑھ گئی تھی۔ اس صدی میں عام طور پر اس لسانی تغیر کو پیش نظر رکھا جانا ضروری ہے کہ فارسی زبان عام بول چال کے میدان سے باہر نکل گئی تھی۔ مغل حکومت کا زوال فارسی کے حق میں برا، لیکن مقامی زبانوں کے حق میں بڑا معاون ثابت ہوا۔ عام بول چال کی اہم زبانوں میں ہندوستانی زبان پیش پیش تھی، جسے شاعری کی زبان ہونے کے باعث شمالی ہندوستان میں "ریختہ" کے نام سے جانا جارہا تھا۔ مرکز اور مرکز سے باہر کے مقامی شعراء تیزی سے ریختہ گوئی کی طرف بڑھ رہے تھے۔ چنانچہ کلاسیکی زبانوں (فارسی، عربی، سنسکرت کی جگہ ورنیکلر زبانیں (مقامی بول چال کی زمین) تیزی سے مقبول ہوتی چلی گئی۔

بعض محققین خان آرزو کو انکی لسانی کاوشوں کی بنیاد پر تقابلی لسانیات کا بنیاد گزار قرار دیتے ہیں، لیکن اس دلیل میں اس طور پر بھی زیادہ وزن نہیں کہ اول تو وہ لسانیاتی تحقیق کے مرد میدان نہ تھے۔ دوسرا یہ کہ ان کی تحقیقات کوئی مثبت نتیجہ پیدا نہ کر سکی تھی۔ یہاں یہ امر باعث حیرت ہے کہ مشرقی علماء جو کہ فارسی کے ماہر تھے اور سنسکرت سے بھی شُد بُد رکھتے تھے، وہ ان دونوں بڑی زبانوں کی لسانی ہستیوں کو نہ بھانپ سکے۔ 1757ء اور 1764ء کی جنگوں میں انگریز قوم کی فتح نے ان کو بنگال اور جنوبی ساحلوں کا مالک بنا دیا تھا۔ مغل دربار سے دیوانی کے حقوق حاصل کرنے کے بعد انگریز نو آباد کاروں نے اس خطے پر اپنی حکومت کو سیاسی بنیادوں پر مستحکم کرنے کے لیے ہر میدان میں اہم عہدوں پر اہل افراد تعینات کیے۔ بنگال ہائی کورٹ کے جج کے طور پر ایک اہم شخصیت ہندوستان کے منظر نامے پر ہوئی، جس کو ہندوستانیات (Indology) کی تاریخ میں سر ولیم جونز (Sir William Jones) کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ہندوستان آمد سے قبل بیس سے زائد مشرقی و مغربی زبانوں میں مہارت رکھتے تھے۔ فارسی زبان میں ان کی مہارت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ 1771ء میں فارسی زبان کی گریمر بعنوان: "“A Grammar of Persian Language” لکھ چکے تھے، جس سے انگلینڈ میں ان کی شہرت پھیل گئی تھی۔ یوں تو ان کا ہندوستان میں تقرر ایک ماہر قانون کی حیثیت سے ہوا تھا، لیکن انھوں نے زبانوں سے دلچسپی کے باعث یہاں پر "رائل ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال" قائم کی، جس نے ہندوستان میں لسانی تحقیقات کے لیے ایک سنجیدہ پلیٹ فارم کا کام کیا۔ ولیم جونز نے بنگال میں سنسکرت سیکھنا شروع کی، تو ان کو ایک خوشگوار حیرت سے سابقہ پڑا کہ سنسکرت زبان اور یورپ کی اہم بڑی زبانوں یونانی اور لاطینی کے مابین اہم مماثلتیں موجود ہیں۔ 1786ء میں انھوں نے رائل ایشیاء ٹک سوسائٹی میں ان زبانوں کے تقابل کے نتائج کا ذکر کرتے ہوئے

ایک لیکچر پیش کیا، جو بعد میں یورپ بھی پہنچا۔ یورپی افراد کو ان کے اس لیکچر سے اندازہ ہوا کہ ان زبانوں کے درمیان لسانی موافقت کے کیا اسباب ہیں۔ درج ذیل اقتباس کی بنیاد پر ولیم جونز کو سنسکرت اور یورپی زبانوں کے تقابل پر تقابلی لسانیات کا بنیاد گزار کہا جاتا ہے۔ اپنے خطبے میں انھوں نے جو لب لباب پیش کیا، اس کا ایک پہلو یوں ہے:

> سنسکرت زبان کی قدامت خواہ کچھ ہو، یہ حیرت انگیز ساخت رکھتی ہے۔ یہ یونانی سے زیادہ مکمل، لاطینی سے بڑھ کر کثیر الکلام، اور ان دونوں سے کہیں زیادہ شستہ ہے۔ تاہم افعال کے مادوں اور قواعدی شکلوں میں اتنی گہری مماثلت رکھتی ہے کہ یہ صرف اتفاقی بات نہیں ہو سکتی۔ بلاشبہ تاریخ زبان کا کوئی عالم اس یقین کے بغیر تینوں زبانوں کا تجزیہ نہیں کر سکتا کہ تینوں اسی ایک ماخذ سے نکلی ہیں، جو شاید اب موجود نہیں۔۔۔ گو تھک، اور کیلٹک میں گو محاورہ خاصا مختلف ہے، مگر انکا اور سنسکرت کا ماخذ ایک ہی ہے۔ (7)

جان گل کرسٹ، اُردو لسانیات کی تحقیق کا سرخیل:

جان گلکرسٹ نے ہندوستان کی مقامی زبانیوں اور انکی مختلف بولیوں کے تقابل سے تقابلی لسانیات کا آغاز کیا۔ جان گل کرسٹ 1782ء میں ہندوستان آئے، تو تھوڑا بہت میڈیکل کا تجربہ پاس تھا، چنانچہ بنگال آرمی کی کمپنی "Bombay Detachment" میں سرجن کے اسسٹنٹ کے طور پر نوکری مل گئی۔ ماقبل کولونیل عہد میں برطانوی نوجوانوں کے کیریئر کے لیے مشرقی اور دکنی ہندوستان میں نوکریوں کے مواقع بھرپور تھے۔ ایک سال فوج کی نوکری کرنے کے ساتھ ان کو ہندوستان کی زبانوں کو سیکھنے کا (2nd Language Acquisition) کا شوق ہوا، تو اندازہ ہوا کہ شمالی اور مشرقی ہندوستان میں جو بولی (Dialect) عوامی سطح پر رائج ہے، وہ ہندوی ہے، جس سے ملتی جلتی شکلوں (بولیوں) کو مختلف علاقائی ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔ چنانچہ انھوں نے ہندوی کو سیکھنا شروع کیا۔ اس بولی کا فائدہ یہ تھا کہ یہ بولی مسلمانوں ہندوؤں ہر دو اقوام میں مقبول تھی۔ چنانچہ گریمر کی کتب سے سیکھنا شروع کیا، جس کے لیے ان کو اپنے پیش رو جارج ہیڈلے کی کتاب زیادہ معاون نہ لگی۔ اب مسئلہ یہ ہوا کہ اگر کسی گریمر سے زبان نہیں سیکھی تو پھر کیسے سیکھی جائے۔ گل کرسٹ نے کسی دوست کے مشورے پر معروف ہمعصر دہلوی شاعر مرزا محمد رفیع سودا کے کلیات / دیوان کا مشورہ دیا، جو ان کی زندگی کا راستہ بدلنے کا باعث بنا۔ اس مقصد کے لیے ایک منشی کی خدمات لی گئیں اور گل کرسٹ کا L2 سیکھنے کا سفر شروع ہوا۔ اب رفیع

سودا کی شاعری سے جو زبان سیکھی، وہ ان کو دہلوی زبان کے معیاری ہونے کی طرف متوجہ کر گئی۔ اب ادب کی زبان اور عوامی بول چال میں پائی جانے والی دوری یا اختلافات نے ان کو اس زبان کے سیکھنے کے لیے سائنسی اصول وضع کرنے کا موقع دیا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اُردو میں سے گل کرسٹ وہ پہلے سنجیدہ ماہر لسانیات بنے، جنھوں نے مربوط اور سائنسی انداز سے لسانی تحقیق کا آغاز کیا۔ 1784ء میں انھوں نے منصوبہ بنایا کہ آگے چل کر جب کمپنی بنگال اور وسطی ہندوستان کا انتظام سنبھالے گی، تو اس کو براہ راست عوام سے بات چیت کے لیے ایک رابطے کی زبان کی ضرورت پڑے گی۔ اس ضرورت کے لیے کونسی زبان معاون ہوتی؟ چنانچہ اس نے عوامی رابطے کے لائق اس زبان کو دریافت کیا اور اس کا نام ہندوستانی زبان رائج کر دیا۔

اس زبان کو مقامی افراد مختلف علاقائی ناموں سے جانتے تھے، جب کہ یورپیوں نے اس کو Moors زبان کا نام دیا تھا، جس کا مطلب تھا مسلمانوں کی زبان۔ چنانچہ گل کرسٹ نے اس نام کو رد کیا اور یہ غلط فہمی دور کرنے کے لیے کہ یہ مسلمانوں کی کسی زبان کا نام ہے۔ اس کا نام ہندوستانی زبان طے کر دیا اور اس زبان کے لیے ایک لسانی منصوبہ اشاعت تشکیل دیا اور کمپنی سے چھٹی لے کر اس پر کام شروع کر دیا۔ یہ منصوبہ ہندوستانی زبان کے سیکھنے کے لیے انگریزی زبان میں چار گیت کی ترتیب و اشاعت تھی، جو انگریز انتظامی مشینری کی ضرورت بننے والی تھی۔ چنانچہ 1785ء میں وہ فوجی نوکری سے چھٹی پر چلے گئے اور پھر ہندوستان میں اپنے بائیس سالہ قیام کے دوران اس زبان کے لسانی و لسانیاتی منصوبے کو انجام دیتے رہے اور کبھی اپنی اصلی نوکری پر واپس نہ گئے۔ (8)

جان گلکرسٹ نے اردو لسانیات کے میدان میں لغت نویسی اور قواعد نویسی کے ساتھ ساتھ تدریسی لسانیات کا میدان سنبھالا۔ بائیس سال کے کثیر عرصے میں انھوں نے لسانیات پر بیس کے لسانیاتی کتب پر کام کیا اور پہلی مرتبہ اردو لسانیات کی عملی صورت ممکن بنائی۔ گل کرسٹ کی مساعی کو چند نکات میں سمیٹا جائے تو یہ نتائج اخذ ہوتے ہیں

i. یہ نکتہ کہ انگریز افسران اور اہلکاروں کو مقامی افراد کی زبان سیکھنے میں کیا مسائل پیش آتے ہیں اور یہ کہ L2 کی تحصیل کو سائنسی انداز سے کیسے بہتر کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لئے Oriental Linguist کتاب کو محنت سے مرتب کیا گیا۔

ii. شمال ہند کی لنگوا فرانکا کونسی ورنیکلر زبان ہے اور یہ کہ ان بولیوں کی مرکزی بولی کو کونسا نام دیا جائے اور ہندوستانی زبان نام ٹائٹل کر دیا گیا۔ انکی کتب کا نام اردو کی

بجائے ہندوستانی نام سے موسوم ہے جو آگے چل کر اردو اور ہندی کے الگ الگ ناموں سے معروف ہوئی۔

iii. انگریزوں کا مقامی افراد کی مدد کے بغیر زبان سیکھنا ممکن ہی نہیں، اگر ایسے ہوتا تو جارج ہیڈلے کی پندرہ سال پہلے شایع شدہ گریمر کے اندر موجود مکالمات (Dialogues) انگریزوں کو ضرور مقامی زبان سکھا دیتے۔ اس مقصد کے لئے ایک کتاب Dialogues مرتب کی گئی جس میں مقامی زبان کے جملوں کے تراجم کو صحت کے ساتھ کتاب کا حصہ بنایا گیا۔

iv. برصغیر میں پہلی مرتبہ اردو زبان سکھانے کے اصول وضع کرنا اور عملی طور پہ اس کا مظاہرہ فورٹ ولیم کالج میں کرنا گل کرسٹ کا ایک بہترین کریڈٹ بنتا ہے۔

v. ہندوستانی زبان جس کو آگے چل کر انھوں نے اُردو لکھا تھا، اس کی جامع گریمر (1796ء) اور لغت (1790ء۔ 1786ء) شائع کیں اور انہی کتابوں کے دیباچوں میں اُردو زبان کے آغاز، تشکیل، اس میں حروف کا اشتراک، صوتی، صرفی اور نحوی سطح پر عربی، فارسی سنسکرت زبانوں کے اشتراکات اور اس کے آغاز کو برج بھاشا سے جوڑ کر تاریخی لسانیات میں پہلی دفعہ سنجیدہ مباحث کا آغاز کیا، جس سے راقم کے مطابق گل کرسٹ کو نو آبادیاتی عہد کا پہلا لسانیاتی نقاد اور محقق کہا جائے تو یہ بے جا نہیں۔

حوالہ جات اور حواشی

1۔ فائزہ بٹ، اردو میں لسانی تحقیق، لاہور، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، 2017ء، ص280

2۔ سید عبداللہ، ڈاکٹر، مقدمہ نوادرالالفاظ از خان آرزو، کراچی، انجمن ترقی اردو پاکستان، 1992، اشاعت دوم، ص5

3۔ ان مباحث کی تفصیل کے لیے راقم کا پی ایچ ڈی کا مقالہ: "جان گل کرسٹ کی لسانی خدمات (تکمیل 2014) دیکھا جا سکتا ہے کہ جہاں پر اس کتاب اور مصنف پر تفصیلی بحث موجود ہے۔

4۔ تفصیل کے لئے ڈاکٹر ابواللیث صدیقی کی ترجمہ کردہ کتاب ہندوستانی گرائمر از بنجمن شلزے کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

5۔ طارق رحمان ڈاکٹر، لسانیات ایک تعارف ترجمہ اصغر بشیر، کراچی، سٹی بک پوائنٹ، 2017ء، ص211

6۔ ساجد جاوید، اردو لسانیات اور مستشرقین، لاہور، عکس پبلیکیشنز، 2019، ص61

7۔ ناصر عباس نئیر، مابعد نوآبادیات، اردو کے تناظر میں، پاکستان، آکسفرڈ یونیورسٹی پریس، 2013، ص110

8۔ جان گل کرسٹ پر معلومات کے لئے راقم کے پی ایچ ڈی کے مقالے سے استفادہ کیا گیا ہے۔